بکتاشی سلسلہ تصوف اور اسکی تعلیمات: ایک تحقیقی جائزہ

Bektashi Sufi Order and its Teachings: A cricical Study

Muhammad Aijaz*
Jameel Ahmed Natkani**

Abstract
Man is mixture of body and soul. And the two are inspearable.Just as the body suffers from various ailments so,is the humain soul.Spirit sickness results in Godly distance.People go to the doctor for better physical therapy.Similarly the soul needs healing.The healing of the soul is called sufiism while his doctor is called murshid . Muslims have four levels of sufiism ie Naqshbandi,Qadri,Chishti and Suherwardi.Sufiism has different names in different societies. However the treatment is also in different societes.Bektashi order is one of them in these series. The Bektashi order of sufiism is a significant part of Turkey's military service. The Tekkes of this sufi order played an important role in spreading this order .Bektashi poetry is also of fundamental importance in the development of the Bektashi order. The article introduces the Bektashi Order , its techings,its military role and the importance of Bektashi Tekkes. Also what is the current status of this chain of sufiism and to what extent does this chain of sufiism resemble the famous chain of sufiism in the world .
Keywords: Tasawuf,Salasil,Bektashi,Soul,Body.

خداوند کریم نے مخلوق کو اپنی عبادت کے لیے تخلیق فرمایا:

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے

وماخلقت الجن و الانس الا ليعبدون

"اور ہم نے انسان اور جن کو عبادت کیلئے پیدا کیا ہے"

چنانچہ عبادت کا ایک اہم جزو طہارت قلبی ہے جب تک آدمی دنیا فانی سے ربط توڑ کر اپنے خالق کے لیے توجہ تمام نہیں کرتا عبادت کو مکمل نہیں سمجھا جاتا عبادت کی اس قسم کو تصوف کہا جاتا ہے۔ تصوف کی بنیادی مراد یہ ہے کہ شریعت کے احکامات میں دلی محبت شامل ہو جائے اور شریعت کے احکامات کو انسان طبعی اور دلی تقاضا کے طور پر لے جب کسی بھی انسان کے قلب میں ایسی حالت پیدا ہوتی ہے تو ایسے انسان کی ساری زندگی اسی حالت میں ڈھل جاتی ہے۔ ایسی قلبی حالت کو حضرت محمد ﷺ نے حدیث جبرائیل میں احسان سے موسوم فرمایا ہے اور اسی احسان کو تمام دین اسلام کا نچوڑ بھی کہا جاتا ہے احسان جیسی صورت کو پانے کے بعد انسان خدا کے قرب میں شمار ہو جاتا ہے۔ قرب کا یہ خاصہ خاص لوگوں کو ملتا ہے(2) عمومی طور پر لوگوں میں تصوف کے چار سلسلے مشہور ہیں اور عام تصور یہ قائم ہے کہ تصوف کا انحصار ان چار سلاسل پر ہے۔ جبکہ اصل میں یوں نہیں ہے تصوف کے اور بہت سے سلاسل میں سے ایک سلسلہ بکتاشی بھی ہے۔ جس کی ابتداء تیرھویں صدی عیسوی کو اناطولیا سے ہوئی بعد میں یہ سلسلہ البانیہ، بلغاریہ، یونان، مقدونیہ، کوسووو، ہنگری، مصر اور عراق تک پھیل گیا۔ بیسویں

* Ph.D Scholor, Department of Uloom Islamiya, Bahaouddin Zakariya University, Multan
** Assistant Professor, Department of Uloom Islamiya, Bahaoudin Zakariya University, Multan.

صدی عیسوی میں جب ترکی میں مصطفی کمال اتاترک نے تصوف کے تمام سلاسل پر پابندی عائد کی تو یہ سلسلہ اور اس کا ہیڈ کوارٹر البانیہ منتقل ہو گیا اب یہ سلسلہ البانیہ میں موجود ہے[3] زیر نظر مضمون میں سب سے پہلے تصوف کے تعارف کی وضاحت کی گئی ہے اس کے بعد بکتاشی سلسلہ کو متعارف کرایا گیا ہے۔ نیز سلسلہ ہذا کی تعلیمات، عقائد کیا ہیں کو جاننے کی سعی کی ہے۔ نیز بکتاشی سلسلہ تصوف کے چار مشہور سلاسل تصوف سے کس حد تک مطابقت رکھتا ہے اور یہ سلسلہ اپنے پیروکاروں کو کن عقائد کا پابند کرتا ہے۔

تعارف

لغت کی رو سے:

لغویت میں مادہ اشتقاق کی حلقہ بندی میں مختلف اقوال ہیں۔ تاہم تصوف کو اگر الصوف کا مصدر تسلیم کریں تو اس سے مراد ایسے لوگ لیے جاتے ہیں جو اون کا لباس پہنتے ہیں۔ اسی طرح باب تفعل میں تصوف کی ایک خاصیت تکلف ہے۔ چنانچہ مصباح اللغات میں درج ہے کہ صوفیوں جیسی عادات اپنانا یا صوفی بننا[4]

اصطلاحی لحاظ سے:

اصطلاحیت کی رو سے تصوف کی بہت تعریفات کی گئی ہیں۔ اس ضمن میں علامہ قشیری کی اپنی کتاب میں بیان کردہ تعریفات کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے اور ان کا یہ کہنا ہے کہ میں نے یہ تمام تعریفات متقدمین صوفیاء سے نقل کی ہیں۔[5] قطب الدین ابو المظفر المروزی جو کہ ایک مشہور صوفی ہیں انہوں نے اپنی تصوف کی کتاب میں بیس تعریفیں مختلف صوفیاء کے حوالے سے نقل فرمائی ہیں۔[6] مشہور مستشرق نکلسن نے 78 تعریفات کا ذکر کیا ہے۔[7] جبکہ الحامدی کی کتاب الانسان والاسلام میں تصوف کی دو ہزار سے بھی زائد تعریفیں نقل ہیں[8] ذیل میں مختلف صوفیاء سے مشہور تعریفات کو پیش کیا گیا ہے۔

1) **معجم لغۃ الفقہا میں ہے:**

الصدق مع اللہ والتھرمن سطوۃالدنیاوحسن التعامل مع الناس ھذاھوالمشروع منه

"اللہ تعالیٰ کے لیے سچ کہنا اور دنیا سے محبت کرنے سے بچنا اور انسانوں سے اچھا برتاؤ کرنا"

2) **زین الدین محمد عبدالرؤف نے لکھا ہے:**

الوقوف مع الاداب الشرعیته ظا ھرا فیری حکمھامن ا لظا ھرہ فی الباطن و باطنا فیری حکمھا من الباطن فی الظاھر

"شریعت کے ظاہری امور سے باخبر ہو کر اس پر باطن کو سنوارنا اور باطن سے باخبر ہو کر اس سے ظاہر کو اچھی طرح سنوارنا"

2) **امام غزالی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:**

التصوف شیئان،الصدق مع اللہ وحسن المعاملة مع الناس فکل من صدق مع اللہ تعالیٰ و حسن المعاملة مع الناس اللہ تعالیٰ و احسن معاملة الخلق فھو صوفی

"تصوف دو چیزیں ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچ بولنا اور لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا پس جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچ بولے اور مخلوق کے ساتھ اچھا معاملہ کرے تو وہ صوفی ہے"

4) المعجم الوسیط میں ہے:

طريقة سلوكيا قوامهاالتقشف والتحلی بالفضائل لتزكوالنفس والتسمو الروح

"وہ سلوکی طریقہ جس میں فضائل پر بندہ مزین ہو جاتا ہے اور نفس رذائل سے پاک ہو جاتا ہے"

اہل تصوف کے ہاں صوفی کی وجہ تسمیہ:

اہل تصوف کے ہاں صاحب تصوف کو صوفی کہنے کی کئی وجوہات موجود ہیں۔

1) صوفیوں کے اوصاف کو اصحاب صفہ میں پائے جانے والے اوصاف کے قریب تر سمجھا جاتا ہے۔

2) صوفیاء کے عقائد و نظریات صاف اور واضح ہوتے ہیں۔

3) صوفیاء خداوند کریم کے قرب میں ہونگے۔

جبکہ بشر بن حارث الصوفی کے ہاں صوفی ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو خداوند کریم کی رضا کے لیے اپنے دل کو صاف کرے۔ نیز انہیں کے ہاں اونی لباس کے استعمال کی وجہ بھی صوفی کے درجے میں شمار ہوتی ہے۔

تصوف کا آغاز:

تصوف کے آغاز کے بارے میں مختلف آراء موجود ہیں۔ تاہم تاریخی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو تصوف کا آغاز دوسری صدی ہجری میں ہوا قبل ازیں فقہ کی تدوین اور حدیث کی تدوین کی ابتداء ہو چکی تھی سماجی حالات وضروریات اور زمانے کے تقاضوں نے ان علوم کو عملی شکل دی بنوامیہ کے دور اقتدار میں عساکر اسلام جہاد و قتال میں مصروف تھے۔ مملکت کی حدود وسیع ہو رہی تھیں اور غیر عرب قومیں مملکت کا حصہ بن رہی تھی[13] لیکن ابھی تک عرب تمدن اور عربی زبان غالب تھی اس لیے اس دور میں خارجی زندگی اور ظاہری شریعت پر زیادہ دھیان تھا۔ اگرچہ خلافت راشدہ کے دور کی سادگی، خلوص اور تقویٰ رخصت ہو چکے تھے۔ لیکن اسلامی شعائر کا احترام ابھی باقی تھا۔ سماجی سطح پر اسلامی اصولوں پر عمل کیا جاتا تھا۔ ہر چند کہ اموی خلفاء نے بادشاہوں کی سی شان و شوکت اختیار کر لی تھیں اور وہ اپنا نظام حکومت عوام کے مشوروں کی بجائے مدبرین عرب اور اپنے خاص جرنیلوں اور عمال حکومت کے مشوروں سے چلاتے تھے۔ لیکن ملوکیت کے اس دور میں بھی عوام الناس اپنے اجتماعی معاملات میں قرآن اور سنت کی جانب سے مسائل پیچیدہ ہو رہے تھے[14] اسلام اب سرزمین عرب تک محدود نہ تھا بلکہ وہ ایران، عراق، افریقہ، ایشیا اور یورپ کی حدود میں داخل ہو گیا تھا اس لیے اب قرآن وسنت کی تعبیر میں وسیع عمرانی نظر کی ضرورت تھی۔ عرب تمدن کے تناظر میں تعبیر اسلام نئے مسائل حل کرنے کیلئے ناکافی تھی۔ اسلام اب ان تہذیبوں کے لوگوں نے بھی قبول کر لیا تھا۔ جو تہذیبیں علمی اور ثقافتی لحاظ سے عرب تہذیب سے بہت آگے تھیں۔ ان احوال و ظروف میں اسلامی احکامات کی مجتہدانہ تعمیر نو کی

ضرورت تھی اس لیے وقت اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق بنو عباس کی ابتدائی دور حکومت سے ہی اہل علم کی توجہ باقاعدہ تدوین و فقہ و علم و حدیث پر مرکوز ہو گئی (15) تاکہ سماجی اور معاشی مسائل حل کیے جائیں۔ مسلمانوں کے علم کی تاریخ کا یہ ایک واضح پہلو ہے کہ قرآن مجید کی کتابی شکل کو سب سے اہم سمجھا گیا ہے ماخذ شریعت میں قرآن مجید کو اولیت حاصل ہے اور قرآن کی روشنی میں فقہ مدون ہوا اس کے بعد احادیث مبارکہ کی جمع بندی کا سلسلہ شروع ہوا اور حدیثوں کے کئی مجموعے منظر عام پر آئے اور اس کے بعد تصوف پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ انہیں تاریخی حقائق سے بعض محققین اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ دنیا میں رائج تصوف کا اصل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تصوف مسلمانوں میں دوسرے مذاہب اور دیگر قوموں سے میل ملاپ کی وجہ سے معرض وجود میں آیا (16) تصوف پر دستیاب لٹریچر کو اگر تجزیاتی اور تحقیق کی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تصوف کے دو پہلو ہیں ایک مابعد الطبیعاتی اور دوسرا سلوک اور طریقت ہے مابعد الطبیعاتی پہلو میں خدا اور کائنات کی حقیقت و ماہیت کے مضامین شامل ہیں اور سلوک اور طریقت کی جھلک ابتداء ہی سے مسلمانوں میں کمال حد تک موجود تھی۔ انسان دوستی اور امن و سلامتی کی حیثیت آفاقی اور ابدی ہے۔ نہ صرف اسلام نے بلکہ تمام مذاہب عالم نے اس اصول کی تعلیم دی ہے اس طور پر کہنا درست نہیں ہو گا کہ تصوف اپنے تمام مفہوم میں اسلام کے لیے ایک اجنبی نظریہ ہے، اسلامی تعلیمات کی مخالفت میں تحریک ہے۔ صوفیاء کی تعلیمات اسلام سے دور نہیں کرتیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے قریب تر کرتی ہیں (17) صوفیاء کی حلقہ بندی عیسائیت کے راہبوں، ہندو جوگیوں اور بدھ مذہب کے بھکشوؤں کی پیروی کی صورت میں قائم شدہ نہیں ہے بلکہ مخلص پرہیزگاروں کی نمائندہ جماعت ہے جس نے کٹرپن اور فرقہ بندی سے لاتعلقی کا نعرہ بلند کیا ہے اور نہ صرف اپنے لیے بلکہ سب کے لیے فقر و قناعت کو بہتر سمجھا ہے۔ صوفیاء کی تعلیمات سے متاثر ہو کر لاکھوں غیر مسلموں نے اسلام کو قبول کیا۔

تصوف کی اقسام:

تصوف کی دو اقسام میں سے ایک وہ ہے جو قرآن و سنت سے ماخوذ ہو اور دوسری وہ جو اس سے تصادم رکھتی ہو تصوف کی پہلی قسم جائز جبکہ دوسری ناجائز ہے۔

تصوف کے سلاسل:

تصوف میں پائے جانے والے تمام سلاسل کا مقصد خداوند کریم کی رضا کا حصول ہے۔ تاہم رضا کے حصول کے طریقے مختلف سلاسل میں مختلف ہیں۔ دوسرے لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ مختلف راستے ایک ہی منزل کو جاتے ہیں بعض سلاسل میں ذکر و اذکار کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جبکہ کئی سلاسل ریاضات و مجاہدات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اسی حوالے سے مولانا نظام الدین اپنی کتاب سلوک کامل میں لکھتے ہیں کہ تمام سلسلوں میں روحانیت کا اصول ایک ہی رہا ہے اور وہ اصول ہے ذکر الٰہی کی کثرت تاہم ذکر الٰہی کے طریقوں میں بھی جزوی اختلاف ہو سکتا ہے۔ طریقہ تربیت میں فرق آب و ہوا، مزاج اور طبائع کے اختلافات کی وجہ سے ہے۔ جس طرح کوئی ماہر طبیب ایک ہی قسم کی دوائی مختلف مزاج کے مریضوں کو مختلف صورتوں میں دیتا ہے (18) تصوف کے چار مشہور سلاسل کے علاوہ بھی ایسے سلاسل تصوف پائے جاتے

ہیں جنہوں نے صوفی فکر کے علاوہ عسکری میدان میں بھی اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا حتیٰ کہ بادشاہ وقت بھی اپنے اہم فیصلوں میں ان سے مشاورت کرنا ضروری سمجھتا تھا۔ایسے سلاسل تصوف میں سے ایک سلسلہ تصوف بکتاشی بھی ہے۔

بکتاشی سلسلہ کے بانی کا تعارف:

بکتاشی سلسلہ کے بانی حاجی بکتاشی ولی ہیں۔آپ کی پیدائش 1220ء میں ایران میں ہوئی۔حاجی بکتاش ولی کا سلسلہ نسب نبی کریم ﷺ سے ملتا ہے۔اس لیے آپ کو سید کے خطاب سے بھی جانا جاتا ہے۔آپ کے والد خراسان میں موجود قبائل کے سردار تھے۔بچپن ہی سے آپ منفرد خوبیوں کے حامل تھے۔غیر ضروری باتوں سے اجتناب کرتے اور اگر کوئی آپ سے زیادتی کرتا تو فوراًاسے معاف کردیتے[19]آپ نے روحانیت کی تعلیم اپنے مقامی استاد لقمان پرندی سے حاصل کی 1250ء میں آپ مشہور ولی خواجہ احمد یسوی سے بیعت ہوئے 1255ء میں مرشد کے حکم سے اناطولیا روانہ ہوئے 1256ء میں اناطولیا میں پہلا تکیہ قائم کیا۔ابتدائی طور پر ایک سو کے نزدیک لوگ آپ سے بیعت ہوئے مگر بعد میں مریدین کا سلسلہ بڑھتے بڑھتے پورے اناطولیا میں پھیل گیا[20]اس کے بعد روحانیت کی ترویج کیلئے دیگر ممالک میں بھی وفود بھیجے ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بکتاشی پیروں کاروں کی تعداد سات ملین تھی سلسلہ کے بانی کا انتقال 1313ء میں 93سال کی عمر میں ہوا ۔مزار اناطولیا موجودہ ترکی میں ہے۔آپ کی مشہور تصانیف میں مقالات حاجی بکتاش اور فوائد الفقراء زیادہ مشہور ہیں۔شاعری میں بھی آپ کی نظمیں روحانیت کی روپ میں موجود ہیں اور بکتاشی تکیوں میں پڑھی جاتی ہیں[21]

سلسلہ کا تعارف:

بکتاشی سلسلہ تصوف تیرھویں صدی عیسوی کا سلسلہ ہے۔اس سلسلہ کی شروعات اناطولیا سے ہوئی تقریباًچھ صدیوں تک بکتاشی سلسلہ نے ترکی میں روحانی خدمات کے امور سرانجام دیئے۔ترکی سے یہ سلسلہ البانیہ،بلغاریہ، یونان، مقدونیہ، کوسووو، ہنگری، مصر اور عراق کے ممالک تک پھیلا بکتاشی سلسلہ کے پھیلاؤ میں ترکی زبان کے استعمال کو بنیادی اہمیت دی جاتی ہے۔مورخین کا کہنا ہے کہ بکتاشی سلسلہ کی ترویج سے قبل عربی اور فارسی زبان میں تصوف کی تعلیمات کا پرچار تھا۔مقامی زبان میں تصوف کی اشاعت نے بکتاشی سلسلہ تصوف کو ہر سو پھیلایا خاص طور پر ترکی کے وہ دیہات جو عربی اور فارسی کو سمجھنے سے یکسر قاصر تھے وہاں یہ سلسلہ خوب پھیلا[22] جان کنگسلے برگ اپنی تحقیق ''دی بکتاشی آرڈر آف درویشز'' میں لکھتا ہے کہ اناطولیا کی سرزمین جنگ وجدل کا مرکز رہی ہے۔یہاں کے لوگوں کا امن وسکون اور پیار محبت سے بہت کم واسطہ رہا ہے۔صوفیانہ تعلیمات نے مقامی لوگوں کیلئے زخموں پر مرحم کا کردار ادا کیا ہے''مولانا رومی کی مثنوی اور شیخ ابن عربی کی مشہور کتاب فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ مقامی درجے میں نہیں تھیں۔اس لیے عام آدمی جسے عربی یا فارسی پر عبور نہیں تھا ان کتب سے استفادہ نہیں کر سکا جبکہ اس کے مقابلے میں بکتاشی سلسلہ کی تعلیمات ترکی زبان میں تھیں اس وجہ سے اس سلسلہ کی پیغام رسانی عام شخص تک ہوئی اور بہت جلد اس سلسلہ کے پیروکاروں کی تعداد سات ملین تک پہنچ گئی[23] بکتاشی سلسلہ کے پھیلاؤ میں دیگر محرکات کے علاوہ دو اہم محرکات ینی چری فوج اور بکتاشی تکیے ہیں۔

ینی چری:

مراد نئی فوج ہے۔اسے غلاموں کی فوج بھی کہا جاتا ہے۔یہ دنیا کی پہلی منظم فوج شمار کی جاتی ہے جس نے اولاً بارود کے استعمال کی ابتدا کی۔یہ فوج عیسائی رعایا کے نابالغ بچوں کو تربیت دے کر تیار کی جاتی تھی۔اس فوج کو خصوصیت اس بات پر ہے کہ جب فوج کا ڈھانچہ تشکیل دیا گیا اس وقت حاجی بکتاش ولی بانی سلسلہ بکتاشی سے دعا کرائی گئی اور فوج کا نام تجویز کرنیکی سفارش کی گئی بانی سلسلہ کے مشورے سے فوج کا نام ینی چری رکھا گیا۔ینی چری چودھویں صدی عیسوی میں تیار ہوئی اور انیسویں صدی عیسوی تک برقرار رہی 1826ء میں سلطان محمود ثانی نے ینی چری کا خاتمہ کیا۔ینی چری براہ راست سلطان سے منسلک تھی ینی چری میں موجود جوانوں کو ان کی اہلیت کے مطابق عثمانی سلطنت میں مختلف عہدوں پر تعینات کیا جاتا۔زمانہ امن میں ینی چری سے سڑکوں کی تعمیر جبکہ جنگ کے دوران خیموں کی تنصیب کھانے کی تیاری [24] اور فوجیو ں کی طبّی امداد کا کام بھی لیا جاتا اس فوج کا سب سے اہم شعبہ مہتر تھا۔جو کہ دنیا کا پہلا عسکری بینڈ شمار کیا جاتا ہے۔ینی چری مخصوص لباس پہنتے تھے جو انہیں انتظامیہ کی طرف سے جاری ہوتا تھا۔اناطولیا میں موجود دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کو داڑھی نہیں رکھنے دی جاتی تھی بلکہ انہیں صرف مونچھیں رکھنے کی اجازت تھی۔

ینی چری فوج سلطنت عثمانیہ میں اپنی اہمیت سے اچھی طرح واقف تھے اسی لیے انہوں نے بارہا علم بغاوت بھی بلند کیا جن میں سب سے پہلی بغاوت 1449ء میں تنخواہوں میں اضافے کیلئے کی گئی اس بغاوت میں ینی چری کے مطالبات تسلیم کیے گئے۔اس کے بعد ینی چری فوج ہر آنے والے نئے سلطان سے انعام واکرام اور تنخواہوں میں اضافے کا مطالبہ کرنے لگے 1622ء میں ینی چری کی بغاوت میں سلطان عثمان ثانی کا قتل ہوا جو کہ ینی چری میں اصلاحات کے خواہاں تھے۔18ویں صدی کی ابتداء میں ینی چری فوج کی مداخلت حکومتی معاملات تک بڑھ گئی۔1807ء میں ینی چری فوج نے سلطان سلیم ثالث کو حکومت سے بے دخل کر دیا جو یورپی حکومت کی طرز پر فوج کو منظم کرنا چاہتا تھا 1826ء میں ینی چری نے محسوس کیا کہ سلطان نئی فوج تشکیل دینا چاہتا ہے۔14 جون 1826ء کو ینی چری نے استنبول میں بغاوت کر دی لیکن اس مرتبہ فوج اور عوام ان کے مخالف ہو گئی۔سلطان کے گھڑ سوار دستوں نے انہیں چھاؤنیوں میں جالیا اور ان کی بیرکس پر توپ خانے سے گولے برسائے گئے جس میں ینی چری کی کثیر تعداد ہلاک ہو گئی اور آنے والے دو سالوں کے اندر اندر ینی چری کا ملک بھر سے خاتمہ کر دیا گیا۔ینی چری کے خاتمے کو ترکی زبان میں واقعہ خیریہ کہا جاتا ہے [25]

ینی چری اور بکتاشی سلسلے کا تعلق:

جان کنگسلے برگ جو بکتاشی سلسلہ کے محقق ہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری اسی موضوع پر مکمل کی ان کی تحریر ملاحظہ ہو۔

An Official representative vekil,of Haji Bektash lived in the barracks of the ninety fourth orta.The head of the bektashi order on being appointed to his place, is said to have come by custom to istambul where after a formal procession his tac was placed his tac was placed on his head by the Aga or commander-in-Chief of the Janissaries.**[26]**

بکتاشی سلسلہ کو اناطولیا میں پھیلانے میں ینی چری کے دور کی واضح جھلک تاریخ کے صفحات میں نظر آتی ہے۔ ینی چری حاجی بکتاش ولی کے اس حد تک معتقد تھے کہ ان کی زبان پر بکتاشیہ شاعری کسی ذکر کی طرح جاری رہتی۔ جان کنگسلے کی تحقیق ینی چری کے جوانوں کو حاجی بکتاشی کا بیٹا قرار دیتی ہے۔ ینی چری کے قیام تک بکتاشی سلسلے کا سورج اپنی آب تاب کے ساتھ سلطنت عثمانیہ پر چمکتا رہا۔ ینی چری کے خاتمے کے ساتھ اس سلسلہ تصوف کو بھی پابندی کا سامنا کرناپڑا۔ بکتاشی سلسلہ کی کتابوں کو بھی ضبط کر لیا گیا سلطنت عثمانیہ میں موجود تکیوں کے سربراہوں کو جلا وطن کر دیا گیا۔ بکتاشی جائیدادیں نقشبندی درویشوں کو دے دی گئیں۔ تقریباً 23 سال کے عرصہ کے بعد 1849ء میں یہ سلسلہ دوبارہ منظم ہوا[27]۔ 20 نومبر 1925ء کو ترکی کی نیشنل اسمبلی نے Law No 677 کے تحت تصوف کے تمام سلاسل پر پابندی عائد کر دی۔ اس قانون کے تحت تمام بکتاشی تکیوں کو بند کر دیا گیا۔ سید، بابا، مرشد، ڈیڈی، چلبی، حلیفی، جیسے خطابات کے استعمال کی ممانعت کر دی۔ خلاف ورزی کی سزا 3 ماہ قید اور 50 لیرا جرمانہ مقرر ہوئی۔ سزا کے ایک اور ارٹیکل کے تحت بکتاشی تکیوں میں موجود سامان مثلاً مشعلیں، تلواریں، دیواروں پر لگی تصویریں، خیراتی پیالے، آلات موسیقی کو Enthnographical ایتھنوگرافیکل میوزیم میں رکھوادیا گیا۔ یہ اشیاء آج بھی اس میوزیم میں موجود ہیں۔[28] بکتاشی سلسلہ اب البانیہ میں موجود ہے۔ البانیہ کے زیادہ تر لیڈروں کا تعلق بکتاشی سلسلہ سے ہے۔ البانیہ کی 20 فیصد آبادی بکتاشی ہے۔

بکتاشی تکیے:

سلسلہ بکتاشی کے لوگ خانقاہ کو تکیہ سے موسوم کرتے ہیں۔ تکیوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (1) خانقاہ (2) تنور خانہ اور عورتوں کی رہائش (3) کچن (4) گیسٹ ہاؤس ڈاکٹر سعاد ماہر کی رائے میں تکیے کی اصطلاح حاجی بکتاش سے شروع ہوئی اس سے قبل تاریخ میں خانقاہ کیلئے ایسی اصطلاح نہیں ملتی۔ سلسلہ بکتاشیہ کے تکیوں کا سلسلہ کی تعلیمات کو پھیلانے میں کلیدی کردار ہے۔ اناطولیا کے 362 دیہات ایسے تھے جن میں یہ تکیے تعمیر تھے طرز تعمیر یکساں تھی۔ ہر سال کا باقاعدہ سالانہ آمدنی اور خرچ کا احتساب تھا۔ تکیوں کی سلانہ آمدنی 60,000 پاؤنڈ بتائی جاتی ہے۔ بکتاشی سلسلہ کے ان تکیوں پر سلسلہ میں داخل ہونے والے نئے لوگوں کا بھی سالانہ حساب کیا جاتا تھا۔ بکتاشی تکیے ہر وقت کھلے رہتے۔ کسی شخص کو بکتاشی تکیے میں داخل ہونے کی بندش نہیں تھی۔ سلسلہ کی تمام دینی رسومات تکیے میں ادا کی جاتیں۔ تمام تکیے مرکزی تکیہ جسے حاجی بکتاش تکیہ کہا جاتا تھا سے منسلک تھے۔ تمام ضروری احکامات تمام تکیوں میں بیک وقت موصول ہوتے تھے۔

بکتاشی شاعری:

سلسلہ کی صوفیانہ شاعری کو اس سلسلہ کو متعارف کرانے میں اہم کردار ہے۔ ترکی شاعری میں یونس ایمرے ایک منفرد شاعر ہے۔ مشہور ترکی محقق عبدالباقی کے مطابق یونس ایمرے بکتاشی تھا۔ یونس ایمرے کو رومی ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ یونس ایمرے کی شاعری میں ، رباعی، گیت، نظمیں اور غزلیات بھی شامل ہیں۔ آج بھی اس شاعری کی اہمیت میں فرق نہیں آیا۔ شاعری کے علاوہ قدرت نے انہیں خوبصورت آواز سے نوازا تھا۔[30] 1930ء میں ترکی کے شعبہ پبلک انسٹرکشن نے ایک کتاب شائع کی اس کتاب میں 180 بکتاشی شعراء

کا مذہبی کلام شائع کیا گیا۔اس کتاب کی 3000 کاپیاں بیک وقت شائع کی گئیں۔بکتاشی شعراء میں

Haji Bektash, Safi-ad-din Ardabilli imadaddim, Nasimi, Ahmad Yasavi,Baba Shemin, Baba, Kul Nesimi Edib Harabi, Zenel Bastari, Dalip Frasheri, Abdul Musa, Sulejman Naibi, Shahim Fresheri, Etehem Bey, Mollaj, Ortero Agolli. (31)

شامل ہیں۔

بکتاشی درجات:

بکتاشی سلسلہ میں چار درجات پائے جاتے ہیں۔ 1)عاشق (2)محب 3)درویش 4)بابا

1) عاشق:

لغت میں اس سے مراد محبت کرنے والا شخص ہے۔بکتاشی سلسلہ میں ایسے اشخاص سے مراد لیے جاتے ہیں۔جو بکتاشی تعلیمات اور اصولوں پر عمل پیرا ہوں مگر باقاعدہ سلسلہ میں بیعت نہ ہوں ان کو سلسلہ کا باقاعدہ ممبر شمار کیا جاتا ہے۔دعا کی غرض سے یہ اپنے بچوں کو بھی ہمراہ لاتے ہیں پیدائشی بچے کا نام بابا(جو تکیہ کا سربراہ ہوتا ہے) سے تجویز کراتے ہیں۔مصیبت کے وقت بابا سے مشورہ کرتے ہیں۔

2)محب:

ایسا شخص جو سلسلہ میں باضابطہ بیعت شدہ ہو اور سلسلہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو محب کہلاتا ہے۔

3)درویش:

درویش مستقل طور پر تکیہ میں مقیم میں رہ کر بابا کی خدمت کرتا ہے۔سکونت کا عرصہ دس سال یا اس سے زیادہ کا بھی ہو سکتا ہے۔اسی عرصہ میں درویش تکیہ میں مقیم رہ کر روحانیت کی منازل طے کرتا ہے (32)۔

4)بابا:

بابا کسی بھی تکیے کا سربراہ ہوتا ہے۔اور مرشد کا درجہ رکھتا ہے۔تکیے سے متعلق تمام امور کا سربراہ شمار ہوتا ہے۔خوشی اور غمی کی تقاریب میں شمولیت بھی بابا کی ذمہ داری میں شامل ہے۔

بکتاشی لباس:

بکتاشی لباس چار اقسام پر مشتمل ہے۔ جسکی تفصیل ذیل ہے۔

1) Teslimi Tash:

بارہ کونوں پر مشتمل ہوتا ہے۔اکثر سفید اور کریم کلر میں ہوتا ہے۔یہ پتھر حضرت مسیحؑ کی یاد میں پہنتے ہیں۔جب حضرت مسیحؑ نے خداوند کریم سے بنی اسرائیل کے کہنے پر من وسلویٰ کی دعا کی تو بنی اسرائیل نے پانی کا بھی مطالبہ کیا تو مسیحؑ نے خداوند کریم کے حکم پر اپنا عصا پتھر پر مارا جس سے بارہ چشمے پھوٹے ہر قبیلے نے اپنے چشمے سے پانی پیا تسلیمی تاش کے زریعے اسی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے (33)

2) Taj:

اسے فہر بھی کہا جاتا ہے۔(تاج دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے) نیچے والا حصہ چار حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کی نمائندگی کرتا ہے۔تاج کے اوپر والا حصہ بارہ پلیٹوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ بارہ پلیٹیں بارہ اماموں کی نمائندگی کرتی ہیں۔

3) Kemer:

کمر کے گرد باندھی جاتی ہے۔کیمر زبان ہاتھ اور کمر کو باندھنے کی علامت بھی شمار کی جاتی ہے کہ کوئی بیماری ان راستوں سے حملہ نہ کرے۔

4) Haidariyye:

حیدری درویشوں اور بابا کا لباس ہے۔ عموماً سفید یا سبز رنگ میں ہوتا ہے۔حیدری سادگی اور عاجزی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔حیدری پہننے والا اپنے آپ کو حضرت علی ؓ کا غلام سمجھتا ہے۔حیدری کے سامنے حصے پر دونوں طرف بارہ بارہ لائینیں سلائی کی شکل میں لگائی جاتی ہیں۔ جن سے بارہ اماموں سے روحانی محبت کا اظہار مقصد ہے۔

5) Arakiye:

اس مخصوص ٹوپی کو کہا جاتا ہے جو بیعت شدہ بکتاشی پہنتے ہیں۔ عراقی بکتاشی اصولوں اور طریقے کو سر تسلیم خم کرنے کا نام ہے۔ عراقی ٹوپی خاص موقعوں پر پہنی جاتی ہے۔ جن میں تکیے کے پروگرام اور محرم کے روزں کے موقعوں پر منعقد تقاریب شامل ہیں[34]۔

بکتاشی تعلیمات:

1) چھ احکام:

i) صوفیانہ علم ii) سخاوت iii) یقین iv) اخلاص v) معرفۃ الحق vi) تفکر

2) چھ ارکان:

i) العلم ii) الحلم iii) القناعۃ iv) الشکر v) الدعا الی اللہ vi) التقاعد

3) چھ تعمیرات یا Constructions

i) التوبۃ ii) الاستسلام iii) التصدیق iv) الارتقاء الروحی v) القناعۃ و الرضاء vi) الخلوۃ العزلۃ

چار دروازے:

i) شریعت ii) طریقت iii) معرفت iv) حقیقت

تین سنتیں:

1) کبھی بھی دل و دماغ سے خدائی حقیقت کو نہ بھلائے اور ہمیشہ یاد رکھے۔

2) کسی بھی نفرت کے احساس کو ختم کرنا جو کہ کسی بھی بھائی کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

3) اپنے آپ کو ہتھیار ڈالنے اور صوفیانہ ریاست کے ہر تجربے پر راضی ہونا[35]۔

سات فرائض:

i) مرید کو موجودہ تمام چیزوں کو خدا یا حقیقت کے طور پر پہچاننا چاہیے اور کسی کو بھی حاصل ہونے والے رازوں کا نہیں بتانا چاہیے۔

ii) اسے رازوں کا نگہبان ہونا چاہیے حاصل ہونے والے رازوں کو نہ تو کسی کو بتانا چاہیے اور نہ ہی انہیں پھیلانا چاہیے

iii) اسے خدائی حقیقتوں پر غور کرنا چاہیے

iv) اسے اپنے مرشد کے اقوال اور رہنمائی کو حقیقت سمجھنا چاہیے۔

v) اسے چاہیے کہ اپنے مرشد کے پاس ایسے شخص کو لائے جس کا قلبی میلان ہدایت کی طرف ہو۔ کبھی بھی اپنے مرشد کے پاس خالی ہاتھ نہ آئے۔

vi) مرشد کی تابعداری کو خدا کی تابعداری سمجھنا چاہیے۔

vii) اسے خود کو کچھ بھی نہیں سمجھنا چاہیے اور راہ راست کے لوگوں سے عاجزی اختیار کرنی چاہیے[36]

ترکی کے مشہور صوفی بزرگ خواجہ احمد یسوی جو حاجی بکتاش ولی کے مرشد ہیں اور جن کی روحانی تعلیمات کے بکتاشی سلسلہ اور نقشبندی سلسلہ تصوف پر گہرے اثرات ہیں۔انہوں نے اپنی کتاب ILK Mutasavifler میں اپنے طریقے کے اصولوں کا تذکرہ یوں کیا ہے۔

i) مرید کو مکمل طور پر اپنے آپ کو مرشد کے حوالے کرنا چاہیے اور کسی کو بھی اپنے مرید سے بالاتر نہ سمجھے۔

ii) اسے اپنی ذہانت کو بروئے کار لانا چاہیے تاکہ مرشد کی طرف سے موصولہ علامات اور اشارے سمجھ سکے۔

iii) اسے شیخ کی خدمت میں ہوشیار ہونا چاہیے۔

iv) اسے کام میں وفادار اور ثابت قدم ہونا چاہیے اور کبھی بھی شرک میں نہیں پڑنا چاہیے۔

v) اسے اپنے شیخ کی تمام باتوں کی پیروی کرنی چاہیے۔

vi) اسے اپنے عہد پر وفادار اور ثابت قدم رہنا چاہیے۔

vii) اسے شیخ کی طرف سے موصولہ رازوں کو خفیہ رکھنا چاہیے اور کسی کو نہیں بتانا چاہیے۔

viii) اسے اپنی جان اور اپنے سر کی قربانی دینے کیلئے تیار رہنا چاہیے۔

انسانیت کے چار گروپ:

حاجی بکتاش ولی کے مطابق خداوند کریم نے انسانیت کی چار گروہوں میں درجہ بندی کی ہے۔

i) Abitler:

شریعت پر عمل کرنے والے لوگ۔

ii) Zaditler :

طریقت پر عمل کرنے والے لوگ۔

iii) Arifler:

عارفین کا گروہ۔

iv) Muhibler:

"حقیقت" کی دنیا کے لوگ۔[37]

خدا تک رسائی کے 40 مقامات:

حاجی بکتاش ولی کے مطابق 40 مقامات ایسے ہیں جن کے ذریعے سے خدا سے دوستی ممکن ہے جن میں سے 10 مقامات کا حصول شریعت کے زریعے 10 مقامات کا حصول طریقت کے ذریعے 10 مقامات کا حصول معرفت کے زریعے اور 10 مقامات کو حقیقت کے زریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل کیلئے (John) جان کنگسلے برگ کا تحقیقی مقالہ دی بکتاشی آرڈر آف درویشز[38]

بکتاشی تعلیمات کی روح خدائی محبت ہے:

بکتاشی سلسلہ میں روحانیت کا مرکزی اصول محبت ہے۔ بکتاشیوں کے ہاں یہ تصور بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اسے ایک ایسی طاقت سمجھا جاسکتا ہے جو انسانی وجود کو جلا بخشتی ہے۔ اس عقیدے کی وضاحت بہت سی قرآن مجید کی آیات سے بھی ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی ان آیات میں خداوند کریم سے محبت کی بات کی گئی ہے۔[39] اے نبی ﷺ ان سے کہہ دو کہ تم اگر خدا سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو پھر خدا بھی تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر 31)

بکتاشیوں کے مطابق محبت سورج کی طرح نہیں ہے جو طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے، محبت کمزور کو مضبوط اور بزدل کو بہادر بنا سکتی ہے۔ محبت لوہے کو پگھلا سکتی ہے۔ پتھر کو مٹی کی طرح نرم کر سکتی ہے۔ بکتاشی خدائی محبت کو ہر کامیابی کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ کائنات کی کوئی طاقت محبت سے زیادہ بلند نہیں ہے۔

فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے کہ "اگر ہمیشہ کی زندگی کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو آپ کو خدا کا ہونا ضروری ہے خود کو خدا کی محبت میں تحلیل کرنے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے"۔

خدا ایک خفیہ خزانہ تھا جس کی خواہش تھی کہ پہچانا جاؤں محبت دل کے تخت پر بادشاہ کی طرح ہے۔[40]

خلاصہ بحث:

بکتاشی سلسلہ کا بنیادی نکتہ خدا کی محبت ہے اور خدا کی محبت کیلئے انسانیت سے محبت کرنا اس نقطے کی پہلی کڑی ہے اور اس عمل کی بدولت بکتاشی سلسلہ کے لوگوں نے اپنے سلسلہ کے لوگوں کے علاوہ دیگر سلاسل حتی کہ غیر مسلموں کے بھی دل جیتے ہیں۔ اپنے تکیے ہر کسی کیلئے اور ہر وقت کھلے رکھے ہیں۔ بکتاشی سلسلے کا رکن بننے کیلئے کسی مذہبی شرط کو مد نظر نہیں رکھا گیا۔ آج بھی یہ سلسلہ اسی مقصد کو مد نظر رکھ کر اپنی

خدمات سر انجام دے رہا ہے۔ شرعی احکام کو نظر انداز کرنے اور دیگر غیر مذاہب سے مطابقت اور منہج اہل سنت سے خروج کی وجہ سے اس سلسلہ کو دیگر روحانی سلاسل کی طرح سے وہ اہمیت نہیں دی جاتی تاہم اگر اصلاحی پہلوؤں پر غور و فکر کیا جائے تو اس سلسلہ کو سلاسل کے بہترین صوفی سلسلوں کی فہرست میں لایا جا سکتا ہے۔

حواشی حوالہ جات:

1۔ سورۃ الذاریات، 51: 56

2۔ مولانا اعجاز احمد، تصوف ایک تعارف: 9 مکتبہ، ضیاء الکتب خیر آباد، انڈیا طبعہ دوم، 2015ء

3. L.M.J Garnett,The Derrvishes of Turkey,London:The Octagon press Ltd.1990.

4۔ ابو الفضل مولانا عبد الحفیظ، مصباح اللغات: 463

5۔ عبد الکریم القریشی، الرسالۃ القشیریۃ 1: 65 دار لکتاب، القاہرہ، 1974ء

6۔ عبد الواھاب بن احمد بن علی، الحنفی، الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، الشعرانی 2: 14 مطبع، عامریہ، عثمانیہ، القاہرہ، 1305ھ

7۔ عبد الرحمن الجامی، نفحات الانس: 39 فارسی ایڈیشن، ایران، 1337ھ

8۔ محمد ابو الہدی الرفاعی، قلادۃ الجواہر فیذکر الرفاعی اتباعھا لاکابر، 375 دار الکتب العلمیہ، بیروت الطبقۃ الاولی 1424ھ 1410ھ تا 1990

9۔ محمد روس قلعجی، حامد قینبجی، معجم لغۃ الفقہاء: 133، دار النفائس للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ: الثانیۃ، 1408ھ/ 1988ء

10۔ زین الدین محمد عبد الرؤف بن تاج العارفین بنی علی بن زین العابدین: 98، عالم الکتب، القاہرہ، الطبقۃ الاولی، 1410ھ/1990ء

11۔ محمد عمیم الاحسان المجددی، التعریفات، الفقہیۃ، 57 دار الکتب العلمیۃ، بیروت الطبقۃ الاولی 1424ھ تا 2003ء

12۔ المعجم الوسیط: 529

13۔ ابو القاسم عبد الکریم القشری، الرسالۃ، القشریہ، المطبعۃ، العامرۃ، العثمانیہ مصر، 1304ھ الصفحہ 165

14۔ ایضاً صفحہ 165

15۔ ابو الحسن علی بن عثمان الجلابی الحجویری، کشف المحجوب، مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد 1978 صفحہ 28، 27

16۔ ابو بکر محمد الکلاباذی التصرف، المذھب اھل تصوف دار احیا لکتب العربیۃ، قاہرہ 1380ھ صفحہ نمبر 22

17۔ التعرف لمذھب، اھل التصوف صفحہ نمبر 22

18۔ ابن عجیبہ الحسنیٰ ایقاظ الھمم: 213 کلیہ مصطفی البابی حلمی، بیروت، تیسرا ایڈیشن 1402ھ

19. J.K. Birge The Baktashi Order of Dervishes Luzac oriental Religions series Vol 7.London: Luzac & Co 1937.20 . S.Friendlander The Whiring Dervishes (Albany: State University of New York Press 1992.

21. E.G Brawne, Further Notes On the Literature of the Hurufis and their connection with the Bektashi Order of Dervishes .

22. N. Clayer.L. Albanie, Pays des. Dervishes: Les orders mystiques Muslmans and Albanie a'l epoque post - ottomane (1912-1967)(Veroff) osteuropa, institut der Freien Universitat Berlin Balkanotogische veroffentlichvngen,band 17(Berlin: In Kommission beiotto Harrassowitz Wiessad on,1880 .

23. J.K Birge The Dervishes, Luzac's Orintal Religions series Vol. 7 (London: Luzal and Co,1937.
24. N.menemencioglu, The Penguin Book of Turkish verse middlesex Englad Pinguin Book Ltd, 1978.
25. L.M Garnett, Mystiusm and magic in Turky. An account Of the Religious Doctrines,Monastic organisation and Estatic Powers of the Devishes Order (AMS) Press 1912.
26 . J.K Birge, The Bektashi Order of Dervishes Luzac's oriental Religion series Vol 7 London Luzac & co 1937 .
27. The Dervish Lodges: Arcitecture Art, and sufism in ottoman Tukey Comparative studies on muslims societies No.10 Berkeley: University Of california Press 1992 .
28. J.K Birdge, The Bektashi order of Dervishes Luzac's oriental religious series vol.7.
29. L.M.J Garnett, The Dervishes of Turkey (London: The octagon press Ltd,1990)
30. Melik off, Hadji Baktashi : UN My the Et Ses Aratars:Genese Et Evolution Dvsoufisme Populaire En Turqvie, Islamic History and Civilization,studies and Texts No.5(New York?: Brill Academic Publishers 1998.
31. J.K. Birge, the Bektashi Order of Dervishes Luzac's oriental Religions series, Vol 7 (London: Luzac and co 1937)
32. F.W. Hasluck, Christinity and Islam Under the Sultans,Vol.182(London: Oxford Press at the clarendon Press 1929).
33. N.Clayer,L Albanie, Pays des mystiques musulmons en Albanie a Lepoque Post Ottoman.(1912-1967)
34. F.Trix,spiritual oiscourse: Learning with an Islamic master, conduct and communication series (philadelphia University of pennsylvaniz press 1993).
35. N.menemencioglu,The penguin Book of Turkish verise middlesex, England:Penguin Book Ltd,(1978).
36. B Noyan Bekasilik Alevilik Nedir (Ankara: sanat Kitabevi (1987).
37. J.P. Brown, The Dervishes or orientel spititualism and the muslim World No 5 (London:Frank Cass & Co Ltd,1968).
38. J.K. Brige, The Bektashi Order of Dervishes Luzac's oriental Religions series Vol.7(London: Luzac & Co, 1937).
39. E.G. Browne, Further Notes on the Literature of the Hurufis and their connection with the Baktashi order of Dervishes" Journal of the Royal Asiatic society of Great Britain and ireland (1907).
40. G. Jacob, Die Bektaschijje in ihrem verhaltnis Zu verwandten Erscheinungen,Abhandlungen Der Philoso Phisch Philologischen Klasse Der Koniglich Bayerrisehen Akademie Der wissenscheften (1909).